یمن بغاوت کی آڑ میں مسلم ممالک کولڑانے کی سازش!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

عالم اسلام کے ممالک دور اندیشی کے فقدان، ناقص معاملہ فہمی، مفاد پرستی، روایتی سستی وکاہلی اور کافروں کی کاسہ لیسی کی بنا پر کئی ایک برادر مسلم ممالک میں غیروں کی طرف سے لگائی گئی آگ کو دوسروں کا مسئلہ قرار دیتے رہے اور ہمیشہ اس کو بجھانے اور کم کرنے سے پہلوتہی کرتے رہے۔

اسلام دشمنوں نے پہلے عراق ایران جنگ کرائی، ان دونوں ممالک کو معاشی اور اقتصادی طور پر کمزور کیا، پھر عراق کو کویت پر حملہ کرنے کے لیے اُکسایا گیا، جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تو کویت کی فریاد پر اس کی امداد کے نام سے عراق کے خلاف چڑھائی کردی گئی اور اس جنگ کا تاوان بمع سود مسلم ممالک: کویت اور سعودی عرب سے ایک عرصہ تک وصول کرتے رہے، پھر اسامہ بن لادن کو پکڑنے کے بہانے افغانستان پر یلغار کردی اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد کئی سال تک افغانستان کے اقتدار پر قابض اور وہاں کی عوام پر مسلط رہے۔ اسی طرح عراق پر کیمیائی ہتھیار رکھنے کے نام سے گولیوں، بموں اور کئی ایک مہلک ہتھیاروں سے اس کی آبادیوں کی آبادیوں کو آگ وبارود سے بھسم کردیا اور آج تک عراقیوں کو مختلف الزامات اور اتہامات کے تحت گولیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

اسی طرح ہمارے ملک پاکستان پر بھی وہ ڈرون حملے کرتا رہا اور اندرونی طور پر اپنی

سازشوں اور فریب کاریوں کے ذریعہ کئی ایک جتھوں کو باہم دست وگریبان کرکے انہیں لڑاتا اور ٹکراتا رہا۔ اس تمام تر صورت حال میں کوئی مسلم ملک اس استعمار کے ہاتھوں کو روکنے کے لیے سامنے نہیں آیا اور نہ ہی کسی نے کھل کر اس درندگی وسفاکیت کی کھلے الفاظ میں مذمت کی اور نہ ہی اس کو اس سے باز رکھنے کی کوئی مؤثر حکمت عملی اختیار کی۔

اب نوبت بایں جا رسید کہ وہ ظلم وستم اور سفاکیت وبربریت کی آگ کئی ایک مسلم ممالک میں خود اسی ملک میں رہنے والے باشندوں کے ہاتھوں لگوائی اور پھیلائی جارہی ہے، جیسا کہ عراق، شام اور یمن اس کی تازہ اور زندہ مثالیں ہیں۔

اب یہ تین عرب ممالک جنگ کی زَد میں ہیں۔ عراق میں امریکہ شیعہ حکومت کی امداد اور تعاون کررہا ہے جو داعش کی سرکوبی کے نام پر سنی مسلمانوں کا قتل عام کررہی ہے۔ شام کا صدر بشارالاسد اپنے ملک میں سنیوں کو باغی قرار دے کر ان کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے اور اب یمن میں جہاں امریکہ نے القاعدہ کے ٹھکانوں پر بمباری کرنے کے بہانے یہاں اڈے قائم کیے ہوئے تھے، اس نے اس لڑائی کے بعد اپنے ہوائی اڈے ختم کردیئے اور حوثی باغیوں کی اندرونِ خانہ حوصلہ افزائی اور اخباری بیانات کے مطابق خفیہ طور پر ان کو اسلحہ دے کر ان کی پشت پناہی بھی کررہا ہے۔ گویا تینوں ممالک میں اس لڑائی اور خانہ جنگی کی پشت پر امریکہ ہی ہے۔ اخباری اعلانات اور بیانات کے مطابق امریکہ بظاہر سعودی عرب کی حمایت کا دم بھر رہا ہے، لیکن خفیہ طریقے سے یمن کے حوثی باغیوں کو سعودی عرب پر حملہ کی شہ بھی دے رہا ہے۔

....

یمن مشرق وسطیٰ کا ایک مسلم ملک ہے، اس کے شمال اور مشرق میں سعودی عرب اور عمان ہے، جنوب میں بحیرۂ عرب اور مغرب میں بحیرۂ احمر واقع ہے۔ یمن کا دارالحکومت صنعاء ہے۔ یمن کی آبادی دو کروڑ سے زائد ہے۔ شمالی یمن میں اکثریت زیدی فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کی ہے۔ یمن میں موجود بغاوت اور شورش کا پس منظر یہ بتایا جارہا ہے کہ یمن کا سابق صدر علی عبداللہ صالح جو تقریباً ۳۳؍سال سے اس ملک پر قابض رہا، اس ملک اور فوج کی قسمت کا مالک تھا، تین سال قبل اس کے اقتدار سے نجات حاصل کی گئی اور باہمی اتفاقِ رائے سے ایک قومی حکومت تشکیل دی گئی، جس میں کسی پارٹی کو حکومت اور مشورے سے باہر نہیں رکھا گیا، لیکن وہی عبداللہ صالح جو اپنے اقتدار کے دور میں حوثی قبائل سے لڑتا رہا، اس نے حوثی قبائل کو موجودہ عبوری حکومت کے صدر منصور ہادی کے خلاف اُکسایا اور بغاوت پر ابھارا۔ ۲۰؍جنوری ۲۰۱۵ء کو حوثی باغیوں نے

دارالحکومت صنعاء پر دھاوا بول کر صدارتی محل پر قبضہ کرلیا۔ عبوری صدر محل چھوڑ کر عدن فرار ہوگیا اور اس نے عدن کو عارضی دارالحکومت قرار دیا۔ حوثیوں نے یمن سے آگے بڑھ کر سعودی سرحد کے اندر اپنے گروہوں کے ذریعہ شورش برپا کرنا شروع کردی، جس کی بنا پر سعودی عرب نے عرب لیگ کی کانفرنس بلاکران حوثیوں کے خلاف اتحاد کرلیا، ادھر یمن کے عبوری صدر نے اقوام متحدہ کے ساتھ ساتھ سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے درخواست کی کہ ان کی حکومت کو بحال کرایا جائے اور حوثی باغیوں سے صدارتی محل اور پورے ملک سے ان کا قبضہ چھڑایا جائے۔

یمن میں حوثی قبیلہ کی بغاوت اور اس کے پس منظر و پیش منظر کے بارہ میں روزنامہ ''دنیا نیوز'' کے کالم نگار محترم جناب اظہارالحق صاحب نے اپنے کالم میں ''اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ'' کے عنوان سے ایک بہترین اور عمدہ تجزیہ پیش کیا ہے، اس کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جاتے ہیں، انہوں نے لکھا کہ:

''مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہورہا ہے، اچانک نہیں ہونا شروع ہوگیا۔ یہ سب اس منصوبہ بندی کا حصہ ہے جو اسرائیل کے بانیوں نے اور بانیوں کے بعد معماروں نے کی ہوئی ہے اور جس میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی عسکری اور سیاسی طاقت اسرائیل کی پشت پناہی کررہی ہے۔ اس منصوبے کے تحت سب سے پہلے عراق کا خاتمہ تھا، اس لیے کہ عراق عرب ریاستوں میں سب سے زیادہ مضبوط، منظّم اور عسکری حوالے سے قابل رشک تھا۔ عراق کی شکست وریخت کے بعد ایک بند تھا جو کھل گیا۔ منصوبے کا لبِ لباب یہ ہے کہ شرق اوسط کی تمام عرب ریاستوں کو مسالک اور فرقوں کی بنیاد پر پارہ پارہ کیا جائے۔ عراق کو تین حصوں میں بانٹ دیا جائے: شیعہ عراق، سنی عراق اور کرد عراق۔ عملی طور پر یہ تقسیم ہوچکی ہے۔ اس کے بعد شام کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ ساحلی پٹی کے ساتھ ''علوی'' ریاست قائم کی جائے۔ حلب کے علاقے میں ''سنی'' حکومت بنے۔ دمشق کے علاقے میں ایک اور ''سنی'' ریاست قائم ہو جو شمال میں واقع ''علوی'' ریاست سے لڑتی جھگڑتی رہے۔ دروزیوں کی ایک علیحدہ ریاست کی گنجائش بھی نکالی جائے۔

یہ اس منصوبے کی ایک جھلک ہے جو اسرائیلی انٹیلی جنس اور اسرائیلی افواج نے بنایا ہوا ہے........شرق اوسط کی اس شکست وریخت میں اگر کوئی ایک مسلمان ملک ایک فرقے کی مدد کررہا ہے اور کوئی دوسری مسلمان قوت کسی دوسرے فرقے کی حمایت کررہی ہے تو وہ نادانستہ اس منصوبے کی تکمیل میں معاونت کررہی ہے۔ یہ جو بظاہر ایک کنفیوژن نظر آرہا ہے کہ امریکہ کہیں ایران کا ساتھ دے رہا ہے اور کہیں مخالفت کررہا ہے تو یہ کنفیوژن اصل میں منصوبے کی تکمیل

کا حصہ ہے۔ عراق میں داعش کے مقابلے میں امریکہ ایران کے ساتھ کھڑا ہے اور یوں شام کے آمر حکمران بشار الاسد کا بالواسطہ بازو بنا ہوا ہے۔ دوسری طرف یمن میں سعودی عرب کا حمایتی بنا ہوا ہے۔ تیسری طرف اسرائیل کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے کہ داعش نے بیک وقت شام اور ایران کے ساتھ ٹکر لی ہوئی ہے اور عراق کی شیعہ حکومت کو بھی ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ یوں جو کام اسرائیل نے کرنا تھا، وہ داعش کر رہی ہے۔

ایک اور تنازع جو مبصرین حضرات نے چھیڑا ہوا ہے، یہ ہے کہ کیا یمن میں حوثی قبیلہ کا عروج اور سعودی حملہ فرقہ واریت کا شاخسانہ ہے یا محض اقتدار کا کھیل ہے؟ یہ موقف کہ یہ فرقہ واریت نہیں ہے، محض طاقت کے حصول کی کش مکش ہے' مضبوط نظر آتا ہے۔ اس کے حق میں واضح دلائل بھی ہیں، مگر ایران جس طرح حوثی قبیلہ کی مدد کر رہا ہے، اس سے یہ کش مکش اگر طاقت کے حصول کے لیے بھی تھی تو فرقہ وارانہ شکل اختیار کر چکی ہے۔ جس طرح لبنان کی حزب اللہ عملی طور پر ایران کی ذیلی تنظیم بن چکی ہے، حوثی کمیونٹی بھی اسی راہ پر چل چکی ہے۔ ایران کے پاس اس الزام کا کوئی جواب نہیں کہ ایرانی ہتھیار یمن میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں اسمگلروں کا نام بھی لیا جا رہا ہے جو کشتیوں کے ذریعہ حوثیوں کو اسلحہ فراہم کر رہے ہیں۔

اس حقیقت سے خود ایران بھی انکار نہیں کرتا کہ وہ اپنے مغرب میں واقع مسلمان عرب ممالک میں اپنی ہم مسلک اقلیتوں کو ایک مؤثر اور کہیں کہیں جارحانہ پریشر گروپوں کی صورت میں اُبھار رہا ہے۔ لبنان میں ایرانی اثر و رسوخ تو اب اتنا پرانا ہو چکا ہے کہ حزب اللہ رواں تاریخ کے ایک اہم باب کی صورت میں اپنا نقش بٹھا چکا ہے۔ یہی صورت حال عراق میں ہے جہاں ایران کی مداخلت کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ بحرین میں شیعہ اکثریت ہے اور حکومت سنی ہے۔ رہا یمن تو حوثی قبیلہ کل آبادی کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں۔ اسی طرح اور انتہائی اہم اور مرکزی حیثیت رکھنے والے ملک میں بھی ایران اپنی ہم مسلک اقلیت کو پریشر گروپ بنا کر طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر ایران کا رویہ مختلف ہوتا اور مسلک کے ارد گرد نہ گھومتا تو آج سعودی عرب کی صف میں متحدہ عرب امارات اور ترکی نہ کھڑے ہوتے۔

سعودی عرب اور ایران دونوں پر لازم ہے کہ شرق اوسط پر نظر ڈالنے کے لیے اپنی اپنی عینک تبدیل کریں اور حالات کو اپنی اپنی ریاست کے نقطۂ نظر سے نہیں، اسرائیل کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ آج اگر کہیں امریکہ ایران کا ساتھ دے رہا ہے اور کہیں سعودی عرب کا، تو کیا یہ اس حقیقت کا بین ثبوت نہیں کہ وہ کسی کا دوست نہیں اور اس کی دور رس نگاہ صرف اور صرف اپنا نشانہ

دیکھ رہی ہے؟ ایسا نشانہ جسے دوسروں کی آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہیں، اس لیے کہ ان آنکھوں پر وقتی مصلحتوں کے دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر ترکی اور پاکستان جیسی غیرعرب طاقتیں بھی اس جنگ میں کود پڑی ہیں تو امریکہ اور اسرائیل کے لیے تو وہی بات ہوگی کہ ''آگ لینے کو جائیں، پیمبری مل جائے'' ان کا ایجنڈا اپنی تکمیل کو تیزی سے پہنچے گا۔ ترکی اور پاکستان دونوں براہ راست نہیں تو بالواسطہ ہی سہی ایران کے مقابل صف آرا پائے جائیں گے۔ شرق اوسط کا نقشہ تبدیل کرنے والے ایک تیر سے دو شکار کر رہے ہوں گے۔

اگر اب بھی اسرائیل کے ہر گھر میں گھی کے چراغ نہ جلیں تو کب جلیں گے؟ شام سے لے کر عراق تک اور صنعا سے لے کر عدن تک ہر جگہ مسلمان' مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ مرنے والے بھی کلمہ پڑھ کر مر رہے ہیں اور مارنے والے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر مار رہے ہیں۔ جو اپنے آپ کو سنی سمجھ کر شیعہ کو قتل کر رہا ہے، وہ بھی امریکہ اور اسرائیل کو خوش کر رہا ہے اور جو اپنے آپ کو شیعہ کہہ کر سنی کو نیست و نابود کر رہا ہے، وہ بھی سنی کا نہیں، کسی اور کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچا رہا ہے:

اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ! وقتِ دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے''

(۹/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۳۰/مارچ ۲۰۱۵ء، بروز پیر، روزنامہ دنیا، کراچی)

بہرحال سعودی عرب نے ان حالات میں پاکستان سے امداد اور تعاون کی درخواست کی ہے، حکومتِ پاکستان اور فوجی قیادت نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ کے بحران کو حل کرنے میں کردار ادا کرے۔ اقوام متحدہ، او۔آئی۔سی اور عالمی برادری آگے بڑھے، مسلم امہ کے اتحاد و یکجہتی کو برقرار رکھا جائے۔ حکومت پاکستان نے کہا کہ سعودی عرب کی خودمختاری اور سلامتی کی مکمل حمایت کرتے ہیں، اس کے تحفظ کے لیے پرعزم اور بھرپور کردار ادا کریں گے۔ اسی طرح مسلم ممالک کی قیادت سے بھی رابطوں کا فیصلہ کیا گیا۔ تفصیلات درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

''اسلام آباد (نمائندہ جنگ/ ایجنسیاں) ملک کی سول اور فوجی قیادت نے اقوام متحدہ، او۔آئی۔سی اور عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ مشرق وسطیٰ بحران کے حل کے لیے کردار ادا کیا جائے، موجودہ صورت حال کا پرامن حل تلاش اور مسلم امہ کے اتحاد و یکجہتی کو برقرار رکھا جائے۔ گزشتہ روز پرائم منسٹر ہاؤس میں وزیراعظم نوازشریف کی زیر صدارت اعلیٰ سطح کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ اجلاس میں مشرق وسطیٰ کی تازہ صورت حال کا تفصیلی جائزہ لیا

گیا۔ اجلاس میں وزیر اعظم نواز شریف کے مشرق وسطیٰ کے بحران پر مسلم ممالک کی قیادت سے رابطوں کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جاری اعلامیہ میں کہا گیا کہ اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ پاکستان مشرق وسطیٰ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر قابو پانے کے لیے بامقصد کردار ادا کرنے کو تیار ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ وفاقی وزیر دفاع خواجہ محمد آصف کی سربراہی میں پاکستانی وفد منگل کو ایک روزہ دورے پر سعودی عرب جائے گا اور وفد وہاں سعودی دفاعی حکام سے ملاقات کرے گا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان سعودی عرب کی سلامتی اور خود مختاری کی مکمل حمایت کرتا ہے اور وہ اس کے تحفظ کے لیے پر عزم اور بھرپور کردار ادا کرے گا۔ دریں اثناء اجلاس میں وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار، وزیر دفاع خواجہ محمد آصف، وزیر اعظم کے مشیر خارجہ امور قومی سلامتی سرتاج عزیز، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف، چیف آف ائیر اسٹاف، ائیر چیف مارشل سہیل امان، ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر، قائم مقام چیف آف نیول اسٹاف وائس ایڈمرل خان ہشام بن صدیق، سیکرٹری خارجہ اعزاز چوہدری اور دیگر اعلیٰ حکام شریک ہوئے۔‘‘

(۱۰؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۳۱؍مارچ ۲۰۱۵ء، روزنامہ جنگ، کراچی)

اب پاکستانی وفد سعودی عرب کا دورہ مکمل کرنے کے بعد پاکستان آچکا ہے، قرائن یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان سعودی عرب کی سالمیت اور حفاظت کی غرض سے پاک فوج کو وہاں بھیجنے کے موڈ میں ہے اور شاید اس تحریر کے چھپ کر آنے تک پاک فوج سعودی عرب جا چکی ہوگی۔ یہاں دو چیزیں ہیں: ۱:...... حرمین کا تحفظ، ۲:...... سعودی عرب کی حفاظت کے نقطۂ نظر سے اس کی سرحدوں پر پاک فوج کی تعیناتی اور اگر ضروری ہوا تو آگے بڑھ کر ان حوثی قبائل کی پیش قدمی کو روکنا اور یمن کو ان حوثی باغیوں سے آزاد کرانا۔ دونوں کے بارہ میں حکومت اور پاکستانی سیاستدانوں کا موقف جدا جدا ہے۔ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے، تو پاکستانی حکومت‘ تمام سیاسی جماعتیں، دینی حلقے اور اکثر پاکستانی عوام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر حرمین شریفین کی حفاظت کا مسئلہ پیش آیا تو اس کے لیے پاک فوج کے علاوہ پاکستانی عوام، مال، اولاد اور جانیں سب کچھ حرمین کے تقدس اور دفاع پر قربان اور نچھاور کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس لیے کہ حرمین شریفین کی ارضِ مقدس ہمارے ایمان وعقیدت کا مرکز ہے، خواہ مسلمان کسی ملک یا خطہ کا باشندہ ہو، اُسے حرم مکہ اور حرم مدینہ کے ساتھ ایک والہانہ اور عاشقانہ جذباتی تعلق ہے، کیونکہ وہ زمین مہبطِ وحی اور وہاں کے بازار و محلات پر

آنحضرت ﷺ کے نقشِ پا ثبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس سرزمین کو امن کی جگہ اور وہاں لڑائی جھگڑے اور دنگا وفساد کو الحاد قرار دے کر ممنوع فرمایا ہے۔

اور اگر ان حوثی باغیوں سے سعودی عرب کی حفاظت اور یمن کو آزادی دلانے کی جہاں تک بات ہے تو اس کے لیے پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کی گول میز کانفرنس بلائی جائے اور مکمل بحث وتمحیص اور مشاورت کے بعد کوئی قدم اٹھایا جائے، جیسا کہ جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے درج ذیل پریس کانفرنس میں فرمایا ہے:

''مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ فوج بھیجنے کا معاملہ اتنا آسان نہیں، آج کل لوگ حرمین شریفین کو نشانہ بنانے کی بات کرتے ہیں، وہ اپنی حدود میں رہیں۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سعودی عرب سے ہمارا دوستی اور عقیدت کا تعلق شک وشبہے سے بالاتر ہے۔ عرب ممالک میں دفاعی معاہدہ ہے۔ اس کے مطابق وہ کچھ کریں، یہ ان کا معاملہ ہے۔ (مولانا) فضل الرحمٰن نے کہا کہ پاکستان اسلامی دنیا کا اہم ملک ہے۔ یمن کی مشکل کو حل کرنے میں پاکستان کوئی کردار ادا کرے۔ جو فیصلہ کریں بہت احتیاط سے کرنا چاہیے۔ یمن کے مسئلے کو مسلکی بنیادوں پر نہ لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عرب اور پڑوسی ملکوں سے تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے یمن کے مسئلے کو دیکھا جائے۔ .... مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ یمن کے معاملے پر قومی جامع مشاورت ہونی چاہیے۔ فوج بھیجنے پر دباؤ ہے تو آل پارٹیز کانفرنس بلانی چاہیے۔''

(۹؍جمادی الاخریٰ، مطابق ۳۰؍مارچ ۲۰۱۵ء، بروز پیر، روزنامہ جنگ، کراچی)

اب شنید یہ ہے کہ پاکستان کے صدرِ مملکت نے اس اہم مسئلہ پر پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلالیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اراکین پارلیمنٹ کو درست فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آپس میں دست وگریباں ہونے سے بچنے، کفار کی سازشوں کا آلۂ کار بننے اور ان کے ناپاک عزائم کی تکمیل کا ذریعہ بننے سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

☆☆☆